۵۲واں باب

پانچویں برس کتنا کام ہوا

پانچویں برس کے آغاز میں مکہ کی صورتِ حال	۱۲
نومسلموں پر تشدد کا خاتمہ مگر مخالفت میں شدت	۱۳
بنوہاشم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پناہی سے باز آنے کی درخواست	۱۴
دعوت کے ابتدائی ارتقائی دور میں کرنے کے کام	۱۵
مشرکین مکہ اہلِ کتاب سے پوچھ کر سوالات کرتے ہیں	۱۶
غیر اعلانیہ معاشرتی اور معاشی مقاطعے	۱۶
موسیٰ علیہ السلام کی سرگذشت	۱۷
اہلِ ایمان کو ہمت واستقامت اور ہجرت کی تلقین	۱۷
دین کو پھیلانے اور اُس پر عمل کے لیے حبشہ کو ہجرت	۱۸
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے مکہ میں قحط سالی	۱۹
سرداران قریش بھی سجدے میں گر جاتے ہیں	۲۰
سرداروں کا سردار ایمان قبول کرتا ہے	۲۰
ایک غلط افواہ سن کر حبشہ سے مہاجرین کی واپسی	۲۱
حبشہ کی جانب دوسری مرتبہ بڑی تعداد میں ہجرت	۲۱
سُوْرَۃُ الْمُؤْمِن کے 'رجل مومن' کی آمد	۲۲
مخالفین کے شر سے پناہ چاہنے کی اللہ تعالیٰ خود تعلیم دیتے ہیں	۲۲

۵۲واں باب

پانچویں برس کتنا کام ہوا

کون لوگ اس باب کا مطالعہ کریں

آپ کی نظروں کے سامنے کتاب کی یہ چوتھی جلد ہے، جس میں نبی ﷺ اور آپ کے رفقا کی چھٹے سالِ نبوت میں دعوتی اور تحریکی کام کی تفصیل کے ساتھ اس دوران نازل ہونے والا قرآن سامنے آئے گا۔ وہ قارئین جنھوں نے ابھی حال ہی میں جلد دوم اور سوم کا مطالعہ کیا ہے وہ اگر چاہیں تو اس باب کا مطالعہ نہ کریں اور اگلے باب سے مطالعے کا آغاز کریں، جو قارئین اپنے مطالعے کی ایک مختصر یاددہانی پسند کریں تو اس باب کا مطالعہ یقیناً فایدہ مند ہو گا۔ جن لوگوں نے پچھلی دو جلدوں کا مطالعہ نہیں کیا ان کے لیے اس باب کا مطالعہ فوری طور پر ناگزیر ہے۔ بعد میں وہ تفصیل سے سابقہ جلدوں کا مطالعہ ضرور کریں، یہ مختصر خلاصہ اُس مکمل مطالعے کا بہر طور نعم البدل نہیں ہے۔

پانچویں برس کے آغاز میں مکہ کی صورتِ حال

چوتھے سال کے اختتام پر جب سردارانِ قریش نے دیکھا کہ محمد ﷺ تمام تر استہزا کے باوجود مستقل مزاجی سے نئے دین کی طرف لوگوں کو بلا رہے ہیں اور روز بروز اُن کے متبعین کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور اسی سال حج کے موقع پر باوجود اُن کی ساری پیش بندیوں کے، آپ ﷺ نے حجاجِ کرام کے ایک ایک خیمے میں جا کر پورے عرب کے نمایندوں کے سامنے اپنی بات پہنچا دی تب انھیں محمد ﷺ کی دعوت کی گہرائی اور اُس کے دور رس اثرات کا احساس ہوا، وہ جان گئے کہ یہ دعوت مکہ میں اُٹھنے والے امیہ بن ابی الصلت، قس بن ساعدہ، ورقہ بن نوفل اور زید بن عمرو بن نفیل وغیرہ جیسے سابقین کی مانند کوئی معمولی سی لہر نہیں ہے، جسے وقت خود اپنی موت مار دے گا، انھوں نے جان لیا کہ اب بھی محمد ﷺ کو اس کام سے نہ روکا گیا تو اُن کی قیادت و حکومت تو ہاتھوں سے نکلی سو نکلی!

مستحکم قبائلی نظام میں براہِ راست آپ ﷺ پر ہاتھ اُٹھانا ممکن ہی نہ تھا، چناں چہ وہ مل کر قبیلہ بنو ہاشم کے سردار، ابو طالب کے پاس پہنچے، یہ ابو طالب سے محمد ﷺ کی سرگرمیوں پر پابندی لگوانے کے لیے اُن

کی دوسری کوشش تھی۔ قریش کے سرداروں کے سخت موقف اور اُن کے تیور دیکھ کر ابو طالب نے اپنے بھتیجے سے کچھ خیال کرنے کے لیے کہا تو آپؐ نے صاف کہہ دیا کہ میں دعوتِ دین سے باز نہیں آسکتا، ! میں اس مشن کے لیے اپنی جان بھی قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔

ابو طالب سے بے نتیجہ گفتگو کے بعد سردارانِ مکہ کی ایک نشست ہوئی جس میں اس مسئلے کے حل کے لیے طے کیا گیا کہ تمام سرداران قبیلہ خود اپنے اپنے قبیلے میں اس دعوت کو قبول کرنے والوں کو سمجھا بجھا کر نہیں تو مار پیٹ کر ٹھیک کریں۔ اس قرارداد سے ایمان لانے والے قبیلے کے معزز لوگ تو تھوڑے بہت متاثر ہوئے مگر ایمان قبول کرنے والے غلام اور لونڈیوں پر قیامت ٹوٹ گئی۔ غ

نومسلموں پر تشدد کا خاتمہ مگر مخالفت میں شدت

سن پانچ نبوی کے ابتدائی ایام میں اس تشدّد نے خوب زور پکڑا مگر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایسے تمام غلام اور لونڈیوں کو خرید کر آزاد کر دیا۔ قریش کے ایمان لانے والے نوجوان بھی کسی حد تک ستائے گئے مگر وہ صبر سے اپنے مشن پر جمے رہے اور مخالفین پر واضح کر دیا کہ وہ اس ایمان کی تحریک سے باز نہ آئیں گے خواہ اس میں اُن کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے، لیکن قریش کی بے زاری اور سختی سے دعوت قبول کرنے والوں کی تعداد ختم ہوتی محسوس ہونے لگی اور دعوت کے ساتھ آزادی سے دین پر عمل کے مواقع بھی کم سے کم تر ہوتے چلے گے۔ چناں چہ اتمامِ حجت کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفقا قرآن کی رہ نمائی میں دلیل اور دانائی و حکمت سے اپنی بنیادی دعوت کو ہر ہر انداز سے سمجھانے اور مخاطبین کے اعتراضات کو رفع کرنے کی کوشش میں مصروف ہو گئے۔

زندگی بعد موت پر حیرت اور اعتراضات

کفارِ مکہ کو اس بات پر سب سے زیادہ تعجب تھا کہ مرنے کے بعد انسان دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے اور ان کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہو گا۔ اس اعتراض کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سورۃ قٓ نازل ہوئی جو نزولی ترتیب کے لحاظ سے ۴۳ ویں تنزیل ہے اور مصحف میں اس کا نمبر ۵۰ واں [توقیفی ترتیب پر] ہے۔ غلبہ دین کا کام کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کو اکثر سمجھ کر پڑھا کریں۔ سورۃ قٓ کے بعد سُوۡرَۃُ الذّٰرِیٰت نازل ہوئی [۴۴ ویں تنزیل] جس میں قیامت پر استدلال اور مسلمانوں کو اِن سخت کڑے حالات میں صبر اور نماز کی تلقین کی گئی اور قریش کو اُن کی جانی پہچانی تاریخ سے فہمایش بھی کی گئی۔ اگلی مرتبہ [۴۵ ویں تنزیل] سُوۡرَۃُ الطُّوۡر نازل ہوئی جس میں یہ یقین دہانی کرائی گئی کہ اللہ اپنے نبی کی حفاظت کرتا ہے اور یہ آپؐ کا کچھ بگاڑ

نہیں سکتے۔ اللہ برابر آپؐ کی پشت پناہی کے لیے موجود ہے۔ جب تک فیصلے کی گھڑی آئے، آپؐ سب کچھ برداشت کرتے رہیں اور مشکل حالات میں اپنے رب کی حمد و تسبیح سے درکار ضروری صبر و برداشت کی قوت حاصل کرتے رہیں۔

بنو ہاشم سے محمد ﷺ کی پشت پناہی سے باز آنے کی درخواست

مشرکین مسلمانوں کے اس استقلال و استقامت [جماؤ] پر حیران تھے، لہٰذا انھوں نے ایک چال چلی۔ اِس سال کے آغاز میں مشرکین ابو طالب کو خوں ریز جنگ کی دھمکی دینے کو تو دے آئے تھے مگر جانتے تھے کہ یہ محمد ﷺ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے جب تک کہ آپؐ کو سردارِ قبیلہ ابو طالب کی حمایت حاصل ہے۔ انھوں نے گمان کیا کہ ابو طالب کو اپنے بھتیجے کی شخصیت اور زندگی سے بہت پیار ہے، اُس کی دعوت توحید پر تو وہ ایمان نہیں لائے ہیں لہٰذا انھیں شخصیت کے بدلے ایک دوسری شخصیت مہیا کر دی جائے۔ چناں چہ وہ لوگ ولید بن مغیرہ کے بیٹے عُمارہ کو اپنے ہم راہ لے کر ابو طالب کے پاس آئے تاکہ وہ اسے اپنا منہ بولا بیٹا بنالیں اور اپنے بھتیجے محمدؐ کو اُن کے حوالے کر دیں۔ ابو طالب نے اس تجویز کو یک سر ٹھکرا دیا اور اس پر غور تک کرنے سے انکار کر دیا۔ باوجود اس کے کہ ابو طالب ایمان نہیں لائے تھے مگر بارہا اُنھوں نے اس دعوت سے ہم دردی کا اظہار بھی کیا تھا۔ مشرکینِ قریش اس بات سے بالکل مایوس ہو گئے کہ ابو طالب کی زندگی میں وہ محمدؐ کو قتل کر سکیں گے۔

مشرکینِ قریش کے لیے اِس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ اب وہ کام شروع کر دیں جس کے لیے انھوں نے اپنے ہاتھوں کو روک رکھا تھا وہ یہ کہ اپنے زیرِ نگیں افراد کو جس درجے مجبور کر سکتے ہوں مجبور کریں کہ محمدؐ کے دین کو ترک کر دیں، چشمِ فلک نے یہ منظر حیرت سے دیکھا کہ وہ ایک فرد کو بھی انتہائی جسمانی تشدّد اور معاشی مار کے ذریعے تبدیل نہ کر سکے۔

ماس دورِ ابتلا میں آپؐ کے رفیقِ خاص اور دستِ راست سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دولت اور اس کے ساتھ اُن کی دریادلی کام آئی۔ انھوں نے اللہ کی رضا جوئی کی خاطر اُن سارے غلاموں اور لونڈیوں کو خرید کر آزاد کر دیا جو ایمان لانے کے جرم میں بے طرح ستائے جا رہے تھے، آپؓ کی اس بے مثال سخاوت پر جبریلِ امینؑ ۴۶ ویں تنزیل، سُورَۃُ اللَّیۡل لے کر تشریف لائے جس میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ستایش اور مشرکین کی مذمت کی گئی ہے۔

دعوت کے ابتدائی ارتقائی دور میں کرنے کے کام

اس کے بعد ۴۹ ویں تنزیل سورۃ الْمُؤْمِنُوْن ہے، یہ سورۃ تاریخی لحاظ سے یوں اہم ہے کہ یہ سورہ ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہے کہ اسلام کی دعوت کو جب ایک قابل لحاظ تعداد قبول کرلے تو اُس موقع پر کرنے کے کیا کام ہوتے ہیں اور آگے بڑھنے کا کیا طریق کار ہوتا ہے؟ یہ سورۃ ساتھ ہی یہ رہ نُمائی بھی کرتی ہے کہ ایسے ماحول میں مخالفین کے ساتھ کن امور پر گفتگو کرنی چاہیے۔

اس کے بعد یکے بعد دیگرے کئی سورتیں نازل ہوئیں اُن میں پہلی سُوْرَۃُ السَّجْدَۃ ہے اُس کے بعد سُوْرَۃُ الشَّمْس نازل ہوئی جس کا موضوع قانون جزا و سزا کے حوالے سے قریش کے سرداروں کو طغیان و سرکشی کے اس رویے پر تنبیہ ہے جو دعوتِ حق کے مقابلے میں وہ اختیار کیے ہوئے تھے۔ پھر سُوْرَۃُ نُوْح نازل ہوئی، اس قصہ کو سنا کر مومنین کو یہ سمجھانا مقصود ہے کہ تبلیغ و دعوت کا کام تو صبر آزما ہوتا ہے اور مشرکینِ مکہ کو یہ بتانا مطلوب ہے کہ تم محمد ﷺ کے ساتھ ویسا ہی سلوک کر رہے ہو جو نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی قوم نے کیا تھا، اس نادانی سے اگر تم باز نہ آئے تو کہیں تمھیں بھی وہی انجام نہ دیکھنا پڑ جائے جو قومِ نوح نے دیکھا۔ اس کے بعد ۵۱ ویں تنزیل سُوْرَۃُ الْقَلَم نازل ہوتی ہے جس میں یہ پیغام دیا گیا کہ قریش کے مشرکین نے تمھارے خلاف ایک اعصابی جنگ برپا کر رکھی ہے، لہٰذا مخالفت کا جو شور و غوغا تمھارے خلاف مچایا جا رہا ہے اس سے قطعی طور پر متاثر نہ ہونا؛ دراصل یہ ساری ہنگامہ آرائی اس لیے ہے کہ تم کسی نہ کسی طرح دب کر ان سے مصالحت کرلو، ہر گز نہیں، حق و باطل میں کوئی مصالحت ممکن ہی نہیں ہے!

غلاموں اور لونڈیوں کے بعد قریش کے معزز نوجونوں کو جو ایمان لائے تھے نشانہ بنایا جاتا ہے اور پھر نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ ذاتِ گرامی نبی اکرم ﷺ کو بھی ستایا جانا شروع ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر اللہ رب العالمین سورۃ البلد نازل فرماتے ہیں، جس میں اُس مشکل اور ناقابل بیان آزمایش و مصیبت کے ماحول کا تذکرہ ہے جس سے نبی کریم ﷺ اور آپؐ کے رفقا دوچار تھے۔ نبوت کا پانچواں سال گزر رہا ہے، اسلام اور جاھلیت کے درمیان ایک عظیم مباحثہ جاری ہے۔ کفّار نے اہلِ کتاب سے پوچھ کر نبی ﷺ کے سامنے تین سوالات رکھے ہیں کہ اگر اللہ سے رہ نمائی ملتی ہے تو ان سوالوں کا جواب مل سکے گا وگرنہ اہلِ کتاب علما کے علاوہ ان باتوں کو تو کوئی نہیں جانتا۔

مشرکین مکہ اہلِ کتاب سے پوچھ کر سوالات کرتے ہیں

پہلا سوال اصحابِ کہف کے بارے میں تھا، دوسرا خضر علیہ السلام کے بارے میں اور تیسرا ذوالقرنین کے بارے میں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سُوْرَۃُ الْکَھْف نازل فرمائی اور تمام پوچھے گئے قصّوں کو نہ صرف مناسب تفصیل سے سنادیا بلکہ بہت سارے فضول اور غلط دعووں کا بھی پردہ چاک کرنے کے ساتھ ان واقعات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے لیے مفید اور لوگوں کے لیے عبرت پذیر بنادیا اور ساتھ ہی اہلِ ایمان کو حقیر دنیا اور اس کے معیارِ زندگی Life Status کے فتنوں سے آگاہ کیا، جس نے اس فانی دنیا کو اور اس کی لذّتوں کو اُن کی نگاہوں میں حقیر کردیا۔

پانچویں سال کے وسط میں سورۂ کہف کے بعد جب سورۃ مریم نازل ہوئی تو وہ نزول کے عین موقع پر کفّار مکّہ کی جو کیفیات اور ذہنی الجھنیں تھیں اُن سے تعارض کرتی اور مومنین کے لیے اُس وقت کی مناسبت سے تذکیر و تربیت کا سامان لیے ہوئے تھی۔ اس سورۃ کے نزول کے ساتھ مشیئتِ الٰہی یہ فیصلہ کرچکی تھی کہ مکّہ اب اصل مرکزی میدانِ دعوت نہیں ہے بلکہ دعوت کے لیے نئے افق تلاش کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اہلِ ایمان رفقائے کار کے لیے ایک نیا محاذ ہے اور یہ کہ جن کی قسمتوں میں مکّہ سے باہر پہلا ہدف بننا تھا وہ نصاریٰ تھے جن کے اسلاف نے " من انصاری الی اللہ" کی پکار کے جواب میں ببانگ دہل ہمت و جرأت سے کہا تھا "نحن انصار اللہ"۔ آج انھیں دوبارہ پکارا گیا تھا۔

غیر اعلانیہ معاشرتی اور معاشی مقاطعے

اہلِ ایمان طرح طرح کی آزمائشوں سے گزر رہے ہیں، اُن میں سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ وہ ایک طرح کے غیر اعلانیہ معاشرتی اور معاشی مقاطعے[1] کا شکار ہیں۔ خود اُن کے اپنے رشتہ داروں اور دوستوں نے اور اُن کے اپنے اپنے معاشرے نے اُن کو نکّو بنا کر چھوڑ دیا ہے، وہ اپنے ہی وطن میں تیسرے درجے کے شہری بن کر رہ گئے ہیں۔ اِن حالات میں مومنین، جو دیگر قریش کی مانند ایک آزاد زندگی کے خوگر تھے، اپنے آپؐ کو ایک حبس کی کیفیت میں محسوس کر رہے ہیں۔ اِن حالات میں روح الامین آپؐ کے قلبِ مبارک پر سُوْرَۃُ مَرْیَم القا کرتے ہیں۔ اس سورۃ میں عیسیٰ، زکریا، مریم علیہم الصلوٰۃُ والسّلام اور مریم علیہا السلام کی والدہ عمران کی بیوی جیسی عظیم ہستیوں کے تذکرے کے بعد ابراہیمؑ، موسیٰؑ، اسمٰعیلؑ، ادریسؑ، اسحٰقؑ اور یعقوبؑ علیہم الصلوٰۃُ والسّلام کی زندگیوں کی تحریکی داستانوں کو بیان کیا کہ یہ سارے اولوالعزم حضرات، مرد و خواتین، اللہ کے کیسے فرماں بردار، عبادت گزار

[1] بنوہاشم کا مشہور اعلانیہ مقاطعہ زیرِ بحث زمانے کے کم و بیش ڈیڑھ سال بعد سنہ ۷ نبوی میں شروع ہوا۔

اور صابر و شاکر بندے تھے، اللہ کی راہ میں جان لگا دینے والے، کسی ملامت کا خوف نہ کرنے والے، ہر حکم پر سرِ تسلیم خم کر دینے والے، دعوت و ہجرت کے مراحل سے بغیر جلد بازی اور پریشانی کے، صبر کے ساتھ گزرنے والے!! مقصود یہ بتانا تھا کہ محمد ﷺ اور آپؐ پر ایمان لانے والے عن قریب انبیا کے اسی جادہ عزیمت پر دعوت و ہجرت کے مراحل طے کرنے والے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کی سرگذشت

سورۂ مریم کے بعد اللہ تعالیٰ نے دجبریلِ امین کے ہم راہ اس مرتبہ سورۂ طٰہٰ لائے ہیں تو اس میں موسیٰ علیہ السلام کی سرگذشت تفصیل سے بیان ہوئی ہے، پیدائش سے لے کر جوانی تک، شادی خانہ آبادی سے منصبِ نبوت پر فائز ہونے اور پھر ایک قاہر و جابر جاہلی حکومت و تہذیب سے محض اللہ پر توکل کے ساتھ ٹکرا جانے اور انجامِ کار دعوت و ہجرت کے مراحل سے گزرنے کے تمام مراحل کا تذکرہ ہے کہ محمد ﷺ اور آپؐ کے ہم نوا رضی اللہ عنہم جان لیں کہ یہی نشان ہائے راہ ہیں۔ دعوت کے اس جاری مرحلے میں بھی اور آنے والے آیندہ مراحل میں بھی جس رہ نمائی کی ضرورت تھی وہ تمام اس سورہ میں موسیٰ علیہ السلام کی سرگذشت کے ذریعے مہیا کی گئی ہے۔

مکّہ میں دعوت کی مہم اپنے عروج کی جانب بڑھ رہی ہے پچھلے دنوں روح الامین سُوْرَۃُ طٰہٰ لے کر تشریف لائے تھے جس میں موسیٰؑ کی سرگذشت کو نمونہ اور ماڈل بنا کر اہلِ ایمان کو صبر و استقامت کی تلقین کی ہے اور ساتھ ہی فرعون اور آلِ فرعون کے اندوہ ناک انجام اور ناکام و نامراد انسانوں کے نمونے سے معاندین و مکذّبین کو عبرت دلائی گئی ہے۔ آیئے حالات کا جائزہ لیتے ہیں کہ آج کون سا اہم موضوع مکّہ کے گلی گلی اور کوچے کوچے میں زیرِ بحث ہے؟ موضوع یہ ہے کہ قریش کے عالی نسب خاندانوں کے نوجوان مرد اور خواتین جو کم و بیش ۱۰۰ کی تعداد میں تھے اور اہلِ ایمان کی اکثریت انھی پر مشتمل تھی، اپنے والدین اور بزرگوں کی ڈانٹ ڈپٹ اور ہر وقت کی تنقید اور تذلیل کا ہدف ہیں اور اِس مطالبے میں دبے ہوئے ہیں کہ محمدؐ کا ساتھ چھوڑ دیں۔ سُوْرَۃُ لُقْمَان، ۵۶ ویں تنزیل میں ماں باپ کی اطاعت اور خدمت کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ صاف بتایا جا رہا ہے کہ اللہ کی معصیت میں ماں باپ کی اطاعت ممکن نہیں۔ اہلِ مکہ کو اُن کے معروف دانش ور حکیم لقمان کی نصیحت یاد دلائی جا رہی ہے کہ اُس نے تو اپنے بیٹے سے کہا تھا کہ شرک ہر گز نہ کرنا، شرک تو سب سے بڑی لعنت ہے۔

اہلِ ایمان کو ہمت و استقامت اور ہجرت کی تلقین

اب جبریلِ امین سُوْرَۃُ الْعَنْکَبُوْت لے کر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سُوْرَۃُ الْعَنْکَبُوْت میں صادقُ الایمان

لوگوں میں عزم وہمت اور استقامت کی روح پیدا کرتے ہیں اور ضعیف الایمان لوگوں کو شرم دلا کر انھیں بھی عزیمت اور استقامت کے بلند ایمانی مراتب پر پہنچنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ مشرک اور بدعتی[۲] کفار مکّہ کو بھی اس میں واضح الفاظ میں دھمکی دی جارہی ہے کہ اپنے لیے اُن بُرے دنوں کو دعوت نہ دو جو نبیوں کی مخالفت کرنے والے ہر زمانے میں دیکھتے رہے ہیں۔ ساتھ ہی یہ سورہ اہلِ ایمان کو دعوتِ دین اور آزادانہ دین کی اطاعت کے لیے اللہ کی وسیع زمین کی طرف متوجہ کررہی ہے کہ اگر مکہ کی زمین تنگ ہے تو ساری زمین تنگ نہیں، ہجرت کے لیے کہیں اور نکلا جاسکتا ہے۔

ایک جانب کفار مکّہ کی کوشش تھی کہ فضول جھگڑے اور بحثیں چھیڑ کر اور طرح طرح کے اعتراضات اُٹھا کر توحید کی دعوت، قیامت کے وقوع اور رسالت کے بارے میں اتنے سوالات اور اُلجھنیں لوگوں کے اذہان میں پیدا کردی جائیں کہ اہل ایمان زچ ہو جائیں۔ دوسری جانب یہ خواہش اور سازش کہ نبی ﷺ کو کسی طرح قتل کردیا جائے۔ اس پسِ منظر میں سورۃ المُؤمِن [یا سورۃ غَافِر] نازل ہوئی، اس سورہ میں سابقہ سورتوں سورۃ لقمان، سورۃ البُرُوج، سُوْرَۃُ العَنْکَبُوْت اور سورۃ الزُّمَر کی طرح یہی اشارہ کیا گیا کہ اللہ کی زمین کشادہ ہے، اپنے مشن کی تکمیل کے لیے ترکِ وطن کیا جاسکتا ہے۔ اس سورہ کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں موسیٰ علیہ السلام کے دورِ نبوت میں اپنے ایمان کا اظہار کرنے والے ایک مردِ مومن کا تذکرہ ہے جو کفّار کی صفِ اول سے کٹ کر نکلتا ہے، اپنے ایمان کا کسی لومۃ لائم کے بغیر واشگاف طریقے سے اعلان کرتا ہے اور دین کی بنیادی باتوں کو انتہائی مدلل انداز سے فصیح و بلیغ تقریر میں ادا کرتا ہے، اس تقریر کو قرآن حکیم پوری تفصیل سے نقل کرتا ہے۔ کسی بھی انسان کی بشمول تمام انبیا کے، اتنی طویل تقریر قرآن مجید میں کہیں نہیں آئی۔

دین کو پھیلانے اور اُس پر عمل کے لیے حبشہ کو ہجرت

پچھلے دنوں جو کچھ ہدایات مختلف سورتوں میں نازل ہوئیں اُن سے یہ بات صاف ہوگئی کہ مکہ سے باہر مومنین کو اور دعوت کو نکلنا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ ایسا واضح حکم بھی نہیں تھا کہ سارے اہلِ ایمان یک دم کہیں نکل جائیں، سوال یہ تھا کہ کون ہے جو اس اقدام میں پہل کرے اور لوگ کہاں جائیں؟ ان حالات میں رجب ۵ نبوی

---

۲ بدعتی ان معنوں میں کہ ابراہیمؑ کے دین کو انھوں نے ارکینِ حج، تلبیہ، طواف، وقوف عرفات وغیرہ اور نماز کو نئی باتوں سے اتنا آلودہ کردیا تھا کہ دوسری قوموں کی رسومات و خرافات دین بن گئی تھیں۔

میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ لوخرجتم إلى أرض الحبشة فإن بها ملکا لايظلم عنده أحد، وهي أرض صدق، حتى يجعل الله لکم فرجا مما أنتم فيه یعنی: اگر تم لوگ نکل کر حبشہ چلے جاؤ تو بہتر ہو گا کیوں کہ وہاں جو بادشاہ ہے اُس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا اور وہ عافیت اور خیر کی جگہ ہے۔ جب تک اللہ تمھاری پریشانی کو دور کرنے کی کوئی راہ نکالے تم لوگ وہیں رہتے رہو۔" اس ارشاد کی تعمیل میں گیارہ مردوں کو حبشہ کی جانب ہجرت کر جانے کی اجازت ملتی ہے، اِن میں سے پانچ کے ساتھ اُن کی بیویاں بھی ہیں۔ اِن حضرات وخواتین نے اللہ کی خاطر مکّہ کو خیر باد کہا اور حبشہ کی جانب ہجرت کی۔

مسلمانوں کے ایک گروہ کا مکہ سے نکل جانا کفار کے لیے بڑا چیلنج تھا اور آنے والے دنوں میں بڑی کشمکش کا پیش خیمہ بھی؛ ضرورت تھی کہ اتمام حجت کا عمل طویل عرصے تک جاری رہے۔ اب سُوْرَۃُ الصّٰٓفّٰت نازل ہوتی ہے اِس میں کفار کی جانب سے ہنسی مذاق اور حقارت و تذلیل کے ساتھ رسالت کے انکار پر کفار مکّہ کو بھرپور ڈانٹ پلائی گئی ہے۔ ساتھ ہی یہ سورۃ قیامت کے دن مشرکین کی بے بسی کا تذکرہ کرنے کے ساتھ مشرکین عوام کالانعام اور اُن کے مذہبی وسیاسی قائدین کے درمیان تو تکار اور مکالمے کو بھی بیان کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی دعا سے مکہ میں قحط سالی

جب کفار کی مخالفت شدید سے شدید تر ہوتی چلی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! یوسف علیہ السلام کے زمانے میں پڑنے والے قحط جیسے ایک قحط سے میری مدد فرما۔ نبی ﷺ کا خیال تھا کہ جب قریش پر مصیبت پڑے گی تو انھیں اللہ یاد آئے گا اور ان کے دل اُس کی طرف مائل ہو جائیں گے؛ یہ عذاب کی بددعا نہیں تھی بلکہ ایک تدبیر سے قوم کو ہدایت کی جانب پلٹانے کے لیے ایک التجا یا دعا تھی ۔ اس دعا کی وجہ سے علاقے میں ایسا قحط پڑا کہ لوگ چیخ پڑے۔ سردارانِ قریش جن میں ابو سفیان بھی شامل تھے، رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی قوم کو اس بلا سے نجات دلانے کے لیے اللہ سے دعا کی درخواست لے کر آئے ہیں۔ اس موقع پر جبریلِ امین اللہ تعالیٰ کی جانب سے سُوْرَۃُ الدُّخَان لے کر آئے شاید کہ سن کر اہلِ مکہ عقل کی بات کریں اور ایمان کی طرف مائل ہوں۔

کاروانِ نبوت ﷺ اس وقت شعبان سنہ ۵ نبوی کے آس پاس ہے اور جبریلِ امین سُوْرَۃُ الْجَاثِیَة لے کر آئے ہیں، یہ ۶۲ ویں تنزیل ہے۔ یہاں پہنچنے تک صورت حال یہ ہو چکی تھی کہ یہود اور نصاریٰ کے کان اس دعوت کو سن کر کھڑے ہو رہے تھے، نصاریٰ کا ردِّ عمل خراب یا زیادہ معاندانہ نہیں تھا مگر یہود کھلم کھلا مشرکینِ

مکّہ کی پیٹھ ٹھوکنے لگے تھے، چناں چہ اس سورہ میں یہود کی واضح الفاظ میں مذمت کی گئی ہے اور انھیں نبی ﷺ کی زبانی پہلی بار بتایا گیا ہے کہ وہ امامت کے جس منصب پر فائز کیے گئے تھے اُن کی نااہلی کے سبب اب اُن سے چھین لیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو اِن دین بازوں سے ہوشیار رہنے کی تلقین کی گئی ہے کہ انھوں نے اپنی ایجاد کردہ بدعات اور بداعمالیوں کے سبب اللہ کی رضا اور راہ کو کھویا ہے تم اِن کے چکر میں نہ آنا اور اِن جیسے نہ ہو جانا۔ یوں یہ سورہ ہر دَور میں اسلام کے احیا کے لیے اٹھنے والی تحریکات کو دین بازوں سے ہوشیار رہنے کی تلقین کرتی ہے۔

سرداران قریش بھی سجدے میں گر جاتے ہیں

اب رمضان کا مہینہ آ گیا، دو ماہ قبل رجب میں اہلِ ایمان کا ایک مختصر گروہ حبشہ کی جانب ہجرت کر گیا تھا۔ ایک عجیب واقعہ ہوا: ایک روز نبی ﷺ نے حرم میں موجود قریش کے ایک بڑے مجمع کے سامنے باآواز بلند قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی، آپؐ سُوۡرَۃُ النَّجۡم تلاوت فرما رہے ہیں جو ابھی نازل ہوئی ہے۔ مجمع میں اہلِ ایمان اور کفارِ قریش دونوں ہی کے لوگ بڑی تعداد میں حاضر تھے۔ آپؐ کی اخلاقی برتری سے تو سب ہی مرعوب و خائف تھے، پھر جس لحن اور جس سوز سے آپؐ نے دل کی گہرائیوں اور اخلاص کی انتہاؤں سے قرآنی تلاوت کے ذریعے اپنے شہر والوں کو پکارا اور آیتِ سجدہ پر پہنچ کر جب آپؐ نے سجدہ کیا تو تمام سامعین بمع مشرک سردارانِ قریش سب یک دم سجدے میں گر گئے۔ بعد میں سرداران قریش نے اپنی جھینپ مٹانے کے لیے بات بنائی، کہنے لگے کہ جب ان تلاوت کی جانے والی آیات میں ہمارے دیوتاؤں اور دیویوں کا ذکر [لات، مناۃ اور عزیٰ کی بے بسی اور ناطاقتی کا سورہ میں تذکرہ] آیا تو ہم سمجھے کہ محمدؐ نے اِن کا عزت سے ذکر کیا اور ان کی تکریم کی ہے اور ان کو غرانیق العلیٰ کہا ہے [نعوذباللہ من ذٰلك، ہم اس افتراپردازی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں] تو بس ہم نے بھی محمدؐ کے ساتھ سجدہ کر لیا۔ ہمارے بعض راویان نے بھی کفار کے اس بہانے کو سچ جانا ہے، یہ فرضی قصہ واقعہ غرانیق کے نام سے تاریخ میں جانا جاتا ہے۔

سرداروں کا سردار ایمان قبول کرتا ہے

مکّہ کی فضا میں اب ایک کانٹے کا مقابلہ تھا، یہ مقابلہ سخت زمین پر نہیں اعلیٰ دماغوں کے حامل سوچنے والے لوگوں کے ذہنوں میں مستقبل کا منظر نامہ دیکھنے کے لیے تھا۔ قریش نہ آسانی سے اپنی شکست مان سکتے تھے اور نہ ہی بنوہاشم کو چیلنج کر کے رسول اللہؐ کو قتل کر سکتے تھے، کوشش یہ تھی کہ یا تو کوئی مصالحت ہو جائے یا کسی طور بنو

ہاشم کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جائے۔ دارالندوہ قریش کو اب کوئی نئی تدبیر سجھانے کے لیے بنجر نظر آرہا تھا۔ اچانک ایک واقعے نے اس کانٹے کے مقابلے میں پلڑے کو مسلمانوں کی جانب جھکانا شروع کر دیا۔ نبی ﷺ کے چچا سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب مسلمان ہو گئے۔ ان کے اسلام لانے کا واقعہ ۵ نبوی کے آخر کا ہے اور اغلب یہ ہے کہ وہ ماہ ذی الحجہ میں مسلمان ہوئے، آپ کے ایمان لانے کے چند روز بعد ۶ نبوی کے اوائل میں سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی ایمان لے آئے جس کا تذکرہ اگلے سال کے واقعات میں ہوگا۔

ایک غلط افواہ سن کر حبشہ سے مہاجرین کی واپسی

یہ پانچواں سال اپنے اختتام کی جانب رواں ہے پچھلے ماہ رمضان میں سُوْرَۃُ النَّجْم نازل ہوئی، اب اس ماہ حبشہ سے کچھ مہاجرین تمام اہلِ مکّہ کے ایمان لے آنے کی غلط افواہ سن کر واپس آگئے ہیں کہ کفارِ مکّہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے ہیں، ہمارے اندازے کے مطابق سُوْرَۃُ یٰسٓ اسی ماحول میں نازل ہوئی ہے۔ یہ سورہ نبی کریم ﷺ کے بیان کے مطابق قلب القرآن ہے۔ یہ سورۃ قرآن کی دعوت کو نہایت پر زور طریقے سے پیش کرتی ہے جس سے جمود ٹوٹتا اور روح میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔

پانچویں سال کے نصف آخر سے جو سورتیں نازل ہو رہی تھیں، اُن میں مسلمانوں کو پیہم شہرِ مکّہ چھوڑ کر آزادانہ دین پر کاربند رہنے کے لیے اللہ کی وسیع زمین میں نکل جانے کے لیے ذہن سازی ہو چکی تھی۔ رجب کے مہینے میں ایک گروپ حبشہ ہجرت کر چکا تھا، جیسا کہ اوپر تذکرہ ہوا کہ دو ماہ بعد تمام کفّارِ مکہ کے ایمان لانے کی افواہ سن کر مہاجرین واپس آگئے تھے؛ صحیح صورتِ حال معلوم ہونے پر کچھ واپس چلے گئے اور کچھ قریش کے مختلف بااثر افراد کی پناہوں میں مکّہ میں داخل ہو گئے۔

حبشہ کی جانب دوسری مرتبہ بڑی تعداد میں ہجرت

اس واقعے کے بعد مسلمانوں نے زیادہ ہمت اور جرأت سے ہجرت کے بارے میں قرآن کی ہدایات کی تعمیل میں اپنے وطن کو اللہ کی خاطر چھوڑنے کی تیاری کی اور ۸۰ سے زیادہ لوگ حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے، اس کو حبشہ کی جانب دوسری ہجرت یا ہجرتِ حبشہ ثانیہ کہتے ہیں۔ واپس لانے کے لیے حبشہ کی حکومت کے ساتھ قریش کی سفارتی کوششیں نہ صرف، ساری ناکام ہو گئیں بلکہ حبشہ کے عیسائیوں کے لیے اسلام میں دل چسپی کا باعث بن گئیں، حبشہ سے عیسائیوں کے ایک وفد نے حقایق معلوم کرنے کے لیے مکہ کا دورہ کیا اور اللہ کی شان یہ کہ وفد نبی ﷺ سے ملاقات اور قرآن کی سماعت کے بعد نقدِ دل ہار گیا اور

مسلمان ہو گیا، یہ حادثہ جاں فزا قریش پر بہت ہی بھاری رہا۔ بات یہیں پر نہیں رکی بلکہ کچھ عرصے بعد شاہِ حبش، نجاشیؓ نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

سُوۡرَۃُ الۡمُؤۡمِن کے 'رجل مومن' کی آمد

کاروانِ نبوت اب پانچویں سال کے اختتام پر پہنچ چکا ہے نبی ﷺ کی نگاہیں سُوۡرَۃُ الۡمُؤۡمِن کے 'رجل مومن' کی منتظر تھیں جو کفار کی صفِ اول سے کٹ کر آنا چاہیے۔ آپ ﷺ کی نگاہیں عمر بن الخطاب پر ٹکی ہیں جو ابھی تک کفار کی صف اول میں ہیں، آپ ﷺ اُن کے ایمان کے لیے دعا کر رہے ہیں۔

مخالفین کے شر سے پناہ چاہنے کی اللہ تعالیٰ خود تعلیم دیتے ہیں

اسلام کے شجرِ طیبہ کی یہ افزائش، کفّار کی جھنجلاہٹ اور غیظ و غضب کا باعث تھی جو نبی ﷺ کے لیے ہر روز افزوں تر آزمایش بن رہی تھی، ہر گزرتے دن کے ساتھ نبی ﷺ کا محاذ توانا ہو رہا تھا اور مشرک مخالفین و مکذبین کم زور ہوتے جا رہے تھے، وہ نہیں سمجھ پا رہے تھے کہ کس طرح آپ ﷺ سے نجات حاصل کریں، وہ ہر بُری تدبیر کو اور شر کے کسی بھی حربے کو استعمال کرنے پر آمادہ تھے۔ نبی ﷺ کی ذاتِ گرامی اب تمام کافر اہلِ اقتدار و سرمایہ کی سازشوں اور نفرت و غصہ کا ہدف تھی۔

ان سارے شرور کے مقابلے کے لیے ایک اللہ ہی کی ذات پر اعتماد تھا، وہ ذات جس نے ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود سے نجات دی تھی اور جس نے فرعون کے ارادہِ قتل سے موسیٰ علیہ السلام کو اور صلیب پر عیسیٰ علیہ السلام کو سولی سے محفوظ رکھا تھا!۔ دینِ اسلام میں خیر و شر کے الٰہ الگ الگ نہیں ہیں، خیر کی طلب اور شر سے پناہ کے لیے الگ دربار نہیں۔ یہاں تو بس ایک توحید کا نغمہ ہے جس دربار سے خیر عطا ہوتی ہے، اُسی دربار سے شر سے پناہ بھی ملتی ہے، کارگاہِ حیات میں سارے کام اُسی ایک الٰہِ واحد کی حکمت و مرضی سے انجام پاتے ہیں اور آنے والے کاموں کے لیے ایک سلسلہ سبب بنتے جاتے ہیں، شر میں سے خیر پھوٹتا ہے اور ظاہر بین نظریں جسے خیر گمان کرتی ہیں بسا اوقات وہ خیر نہیں ہوتا۔ جس طرح ابتدائے نبوت میں خیرِ عظیم کی طلب کے لیے اللہ تعالیٰ نے سُوۡرَۃُ الۡفَاتِحَة فرمائی تھی اسی طرح اس نازک موقع پر شرور کے اس طوفان میں اللہ کی ذات نے اپنے نبیؐ پر احسان فرمایا اور آپ ﷺ کے پاس جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے 'معوذتین' کی شکل میں شرور کا توڑ بھیج دیا۔

☆☆☆☆☆

سنہ ۶۱۴ء کا جولین کیلنڈر [اِن شمسی تاریخوں کے دوران رسولِ اکرم ﷺ کی نبوت کا پانچواں قمری برس جاری رہا اور چھٹا شروع ہوا]

	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	
جنوری			1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	31					ربیع ۲
			۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	ربیع ۲	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴					
فروری						1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28					جمادی ۱
						۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	جمادی	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳					
مارچ						1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	31		جمادی ۲
						۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	جمادی	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴		
اپریل		1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30							رجب
		۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	رجب	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴							
مئی				1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	31				شعبان
				۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	شعبان	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶				
جون			4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30									رمضان
							۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	رمضان	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶		
جولائی		1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	31						شوال
		۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	شوال	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸						
اگست					1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	31			ذوالقعدہ
					۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	ذوالقعدہ	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹			
ستمبر	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30								ذی الحج
	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	ذی الحج	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰								
اکتوبر			1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	31					محرم
			۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	محرم	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱					
نومبر						1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30			صفر
						۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	صفر	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲			
دسمبر			3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	31							ربیع ۱
	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	ربیع ۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳							

اِس سال یکم جنوری، ۱۴ ربیع الثانی سنہ ۵ نبوی کو واقع ہوئی۔ نبوت کا یہ پانچواں سال ۱۰ اکتوبر کو اِسی برس ختم ہو جائے گا۔ اور ۱۱-اکتوبر سے چھٹا سالِ نبوت شروع ہو جائے گا۔ پچھلے سال اللہ کا بندہ، اللہ کا نبیؐ اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ اپنی قوم کو اللہ کی ناراضگی اور اُس کے نتیجے میں اُس کے دنیا اور آخرت کے عذاب سے ڈراتا رہا، اُس کے آقا اور مالک نے اُس کی یہی ڈیوٹی لگائی تھی۔ قریش سال کے اختتام سے کچھ پہلے تک تو ہنسی مذاق میں اُس کی باتوں کو اُڑاتے رہے مگر جب حج قریب آیا تو ہاتھوں کے طوطے اُڑنے لگے کہ سارے عرب سے آئے حاجیوں کے سامنے اُس [محمد ﷺ] نے ہمارے معبودوں کو کچھ کہا تو ہماری تو ہوا اُکھڑ جائے گی، اور دورانِ حج ایسا ہی ہونے کی ابتدا ہو گئی۔ تلملائے ہوئے متکبر قریش نے اہلِ ایمان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے اور اہلِ ایمان نے صبر و استقامت کی ایک لافانی داستان لکھنے کا آغاز کر دیا۔ سارے سال یہ کام جاری رہا، سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے زیرِ عتاب مسلمان لونڈی اور غلاموں کو خرید کر آزاد کرنا شروع کیا اور مومنین کے ایک گروپ نے اپنے وطن، مکہ کو خیر باد کہہ کر حبشہ کی جانب ہجرت کی تو ظلم کا سلسلہ بند ہو پایا۔ یہ اس سارے سال کی کہانی ہے!

سنہ ۶۱۵ء کا جولین کیلنڈر [یکم جنوری تا ۲۹ ستمبر چھٹے سالِ نبوت کے آخری نو مہینے اور ۳۰ ستمبر تا ۳۱ دسمبر ساتویں برس کے ابتدائی تین ماہ]

	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	
جنوری			1 ۲۴	2 ۲۵	3 ۲۶	4 ۲۷	5 ۲۸	6 ۲۹	7 ربیع۲	8 ۲	9 ۳	10 ۴	11 ۵	12 ۶	13 ۷	14 ۸	15 ۹	16 ۱۰	17 ۱۱	18 ۱۲	19 ۱۳	20 ۱۴	21 ۱۵	22 ۱۶	23 ۱۷	24 ۱۸	25 ۱۹	26 ۲۰	27 ۲۱	28 ۲۲	29 ۲۳	30 ۲۴	31 ۲۵					ربیع۲
فروری						1 ۲۶	2 ۲۷	3 ۲۸	4 ۲۹	5 ۳۰	6 جمادی۱	7 ۲	8 ۳	9 ۴	10 ۵	11 ۶	12 ۷	13 ۸	14 ۹	15 ۱۰	16 ۱۱	17 ۱۲	18 ۱۳	19 ۱۴	20 ۱۵	21 ۱۶	22 ۱۷	23 ۱۸	24 ۱۹	25 ۲۰	26 ۲۱	27 ۲۲	28 ۲۳					جمادی۱
مارچ						1 ۲۴	2 ۲۵	3 ۲۶	4 ۲۷	5 ۲۸	6 ۲۹	7 جمادی۲	8 ۲	9 ۳	10 ۴	11 ۵	12 ۶	13 ۷	14 ۸	15 ۹	16 ۱۰	17 ۱۱	18 ۱۲	19 ۱۳	20 ۱۴	21 ۱۵	22 ۱۶	23 ۱۷	24 ۱۸	25 ۱۹	26 ۲۰	27 ۲۱	28 ۲۲	29 ۲۳	30 ۲۴	31 ۲۵		جمادی۲
اپریل		1 ۲۶	2 ۲۷	3 ۲۸	4 ۲۹	5 ۳۰	6 رجب	7 ۲	8 ۳	9 ۴	10 ۵	11 ۶	12 ۷	13 ۸	14 ۹	15 ۱۰	16 ۱۱	17 ۱۲	18 ۱۳	19 ۱۴	20 ۱۵	21 ۱۶	22 ۱۷	23 ۱۸	24 ۱۹	25 ۲۰	26 ۲۱	27 ۲۲	28 ۲۳	29 ۲۴	30 ۲۵							رجب
مئی				1 ۲۶	2 ۲۷	3 ۲۸	4 ۲۹	5 شعبان	6 ۲	7 ۳	8 ۴	9 ۵	10 ۶	11 ۷	12 ۸	13 ۹	14 ۱۰	15 ۱۱	16 ۱۲	17 ۱۳	18 ۱۴	19 ۱۵	20 ۱۶	21 ۱۷	22 ۱۸	23 ۱۹	24 ۲۰	25 ۲۱	26 ۲۲	27 ۲۳	28 ۲۴	29 ۲۵	30 ۲۶	31 ۲۷				شعبان
جون							1 ۲۸	2 ۲۹	3 ۳۰	4 رمضان	5 ۲	6 ۳	7 ۴	8 ۵	9 ۶	10 ۷	11 ۸	12 ۹	13 ۱۰	14 ۱۱	15 ۱۲	16 ۱۳	17 ۱۴	18 ۱۵	19 ۱۶	20 ۱۷	21 ۱۸	22 ۱۹	23 ۲۰	24 ۲۱	25 ۲۲	26 ۲۳	27 ۲۴	28 ۲۵	29 ۲۶	30 ۲۷		رمضان
جولائی		1 ۲۸	2 ۲۹	3 ۳۰	4 شوال	5 ۲	6 ۳	7 ۴	8 ۵	9 ۶	10 ۷	11 ۸	12 ۹	13 ۱۰	14 ۱۱	15 ۱۲	16 ۱۳	17 ۱۴	18 ۱۵	19 ۱۶	20 ۱۷	21 ۱۸	22 ۱۹	23 ۲۰	24 ۲۱	25 ۲۲	26 ۲۳	27 ۲۴	28 ۲۵	29 ۲۶	30 ۲۷	31 ۲۸						شوال
اگست					1 ۲۹	2 ذوالقعدہ	3 ۲	4 ۳	5 ۴	6 ۵	7 ۶	8 ۷	9 ۸	10 ۹	11 ۱۰	12 ۱۱	13 ۱۲	14 ۱۳	15 ۱۴	16 ۱۵	17 ۱۶	18 ۱۷	19 ۱۸	20 ۱۹	21 ۲۰	22 ۲۱	23 ۲۲	24 ۲۳	25 ۲۴	26 ۲۵	27 ۲۶	28 ۲۷	29 ۲۸	30 ۲۹	31 ۳۰			ذوالقعدہ
ستمبر	1 ذی الحج	2 ۲	3 ۳	4 ۴	5 ۵	6 ۶	7 ۷	8 ۸	9 ۹	10 ۱۰	11 ۱۱	12 ۱۲	13 ۱۳	14 ۱۴	15 ۱۵	16 ۱۶	17 ۱۷	18 ۱۸	19 ۱۹	20 ۲۰	21 ۲۱	22 ۲۲	23 ۲۳	24 ۲۴	25 ۲۵	26 ۲۶	27 ۲۷	28 ۲۸	29 ۲۹	30 محرم								ذی الحج
اکتوبر			1 ۲	2 ۳	3 ۴	4 ۵	5 ۶	6 ۷	7 ۸	8 ۹	9 ۱۰	10 ۱۱	11 ۱۲	12 ۱۳	13 ۱۴	14 ۱۵	15 ۱۶	16 ۱۷	17 ۱۸	18 ۱۹	19 ۲۰	20 ۲۱	21 ۲۲	22 ۲۳	23 ۲۴	24 ۲۵	25 ۲۶	26 ۲۷	27 ۲۸	28 ۲۹	29 ۳۰	30 صفر	31 ۲					محرم
نومبر						1 ۳	2 ۴	3 ۵	4 ۶	5 ۷	6 ۸	7 ۹	8 ۱۰	9 ۱۱	10 ۱۲	11 ۱۳	12 ۱۴	13 ۱۵	14 ۱۶	15 ۱۷	16 ۱۸	17 ۱۹	18 ۲۰	19 ۲۱	20 ۲۲	21 ۲۳	22 ۲۴	23 ۲۵	24 ۲۶	25 ۲۷	26 ۲۸	27 ۲۹	28 ربیع۱	29 ۲	30 ۳			صفر
دسمبر	1 ۴	2 ۵	3 ۶	4 ۷	5 ۸	6 ۹	7 ۱۰	8 ۱۱	9 ۱۲	10 ۱۳	11 ۱۴	12 ۱۵	13 ۱۶	14 ۱۷	15 ۱۸	16 ۱۹	17 ۲۰	18 ۲۱	19 ۲۲	20 ۲۳	21 ۲۴	22 ۲۵	23 ۲۶	24 ۲۷	25 ۲۸	26 ۲۹	27 ۳۰	28 ربیع۲	29 ۲	30 ۳	31 ۴							ربیع۱

اوپر آپ سن ۶۱۵ء کا جولین کیلنڈر دیکھ رہے ہیں۔ ہر سطر ایک ماہ کی نمایندہ ہے۔ یوں بارہ سطروں میں جنوری تا دسمبر بارہ مہینوں کی جولین تواریخ آپ انگلش میں تحریر ہندسوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ ہر خانے میں نیچے کی جانب قمری تاریخیں اردو ہندسوں میں دی گئی ہیں۔ ہر مہینے کی پہلی تاریخ والے خانے میں مہینے کا نام درج ہے۔ یکم جنوری تا ۲۹ ستمبر نبوت کا چھٹا برس جاری رہا۔ اس برس کے گزشتہ ایّام [یعنی چھٹے سالِ نبوت کے یکم محرم تا ۲۳ ربیع الثانی] ۶۱۴ء کے جولین کیلنڈر میں صفحہ ۸۶ پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ ۳۰ ستمبر کو محرّم کی پہلی تاریخ تھی، یہاں سے نبوت کے ساتویں سال کا آغاز ہوا اور اسی کے ساتھ ہی سہ سالہ معاشی و سماجی مقاطعے کا آغاز ہوا، جس کے دوران بنو ہاشم نے شعبِ ابی طالب میں رہائش اختیار کی۔